آزاد کشمیر: غلطی کی گنجائش نہیں!

سیّد عارف بہار ○

چند ماہ کے وقفے سے آزاد کشمیر ایک بار پھر زوردار احتجاجی تحریک کے نعروں سے گونج اُٹھا۔اس بار اصل معاملہ بجلی اور آٹے میں رعایت (سبسڈی) کا نہیں تھا بلکہ ایک ایسے صدارتی آرڈی ننس کا تھا، جس کے تحت آزاد کشمیر میں آزادیٔ اظہار پر زد پڑنے کا اندیشہ تھا۔'آزاد کشمیر جوائنٹ ایکشن کمیٹی' نے اس آرڈی ننس کو مستقبل میں احتجاج اور آزادیٔ اظہار پر پابندیوں کی پیش بندی قرار دے کر آزاد کشمیر بھر میں عام ہڑتال اور آزاد کشمیر کو پاکستان سے ملانے والے انٹری پوائنٹس کو بند کرنے کا فیصلہ کیا، اور ۵ دسمبر کو آزاد کشمیر کے طول وعرض سے ہزاروں افراد کے قافلے انٹری پوائنٹس کی طرف چل پڑے۔

اس بار حکومت آزاد کشمیر نے 'جوائنٹ ایکشن کمیٹی' کے مطالبات کو تسلیم کرکے احتجاج کو پُرتشدد ہونے سے بچالیا۔حکومت نے صدارتی آرڈی ننس واپس لے کر دوسرے مطالبات کو بھی تسلیم کیا، جس کے بعد عوام کے قافلے واپس اپنے علاقوں کو چلے گئے۔اپنی حساسیت، قومی منظر میں اپنی جداگانہ اور منفرد حیثیت، ۷۷ برس سے قائم ہونے والی اپنی شناخت کی مضبوط چھاپ، اوورسیز کشمیریوں کے بڑھتے ہوئے اثر رسوخ کے باعث آزاد کشمیر ایک دستی بم (گرنیڈ) ہے۔مگر کچھ لوگ اس گرنیڈ سے فٹ بال کھیلنے کا شوق فرمانے پر اصرار کیے ہوئے ہیں۔ابھی چند ہی ماہ پہلے بجلی اور آٹے کی سبسڈی کے نام پر ہونے والے پُرتشدد احتجاج پر سب سے مختصر اور جامع تبصرہ یہ تھا: 'لیسٹ بٹ ناٹ لاسٹ'۔

آٹے اور بجلی کا تعلق معاشرے کی معیشت اور اقتصادیات سے ہے تو آرڈی ننس کا تعلق

○ تجزیہ نگار، مظفر آباد

عوام کے شعور کو محدود کرنے یا شعور کے اظہار کو زنجیر پہنانے سے ہے۔ یوں مختصر عرصے میں عوام کا ایک قوت اور سرعت کے ساتھ سراپا احتجاج ہونا بتا رہا ہے کہ معاملہ کسی ایک مسئلے تک محدود نہیں بلکہ عوام کی بڑھتی ہوئے حساسیت اور ردِعمل دکھانے کی صلاحیت کا ہے، جس میں ہر گزرتے دن کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔ یوں لگ رہا ہے کہ حکومت نے کوئی ایسا بڑا فیصلہ کرنا ہے جس کی پیش بندی کے طور پر لوگوں سے احتجاج اور فریاد کا حق چھینا جانا لازمی ہے۔ حکومت آزاد کشمیر نے سمجھ داری کا ثبوت دیتے ہوئے عوامی ایکشن کمیٹی کے مطالبات کو تسلیم کر کے حالات کو پُرتشدد ہونے سے بچالیا ہے۔

دُنیا بھر کی سیاست کی طرح آزاد کشمیر کی سیاسی حرکیات میں ایسی تبدیلی رُونما ہو چکی ہے، جو سوشل میڈیا اور جدید ذرائع ابلاغ کے پہلو بہ پہلو چلی آرہی ہے۔ معاشرہ سوشل میڈیا کے باعث سیاست اور معاشرت میں پیدا ہونے والے نئے رجحانات کی زد میں ہے۔ سری نگر میں دو عشروں سے سوشل میڈیا کے ساتھ در آنے والے رجحانات اپنا کرشمہ دکھا چکے ہیں۔ ان رجحانات کو طاقت سے دبا دیا گیا ہے مگر سکون کی تہہ میں یہ جذبات اور رجحانات موج زن ہیں۔ اب جدید ذرائع کے باعث پیدا ہونے والے یہ رجحانات آزاد کشمیر میں اپنا اثر دکھا رہے ہیں۔

یہ وہ علاقہ ہے جہاں اسّی کی دہائی میں تعلیمی اداروں میں اسٹوڈنٹس یونینوں پر پابندی عائد کی گئی تھی۔ اگلے مرحلے میں یعنی نوّے کی دہائی میں قوم پرست تنظیموں اور سرگرم کارکنوں کی اکثریت سیاسی پناہ کے لیے بیرون ملک چلی گئی۔ باقی جو روایتی جوڑ توڑ کی رسیا سیاسی جماعتیں بچ گئیں، انھیں بدعنوانی کی ایسی فائلوں نے کھالیا جو لاٹھی پر رکھے مرے ہوئے سانپ کی طرح صرف ڈرانے کے کام آتی ہیں۔ ایک دو عشرے اس کامیاب 'مینجمنٹ' کے باعث سکون اور سکوت میں گزر گئے۔ یہاں تک کہ سوشل میڈیا کی آمد کے اثرات نے خود آزاد کشمیر کے دروازے پر دستک دی اور یہاں کے عوامی رجحانات میں تبدیلی کے آثار پیدا ہونا شروع ہوئے۔

آزاد کشمیر کی تمام قابلِ ذکر روایتی سیاسی جماعتوں کو حکومت کی ایک ٹوکری میں جمع کر دیا گیا ہے، جس کے نتیجے میں طاقت کا ایک خلا پیدا ہوتا جا رہا ہے اور اس خلا کو ایک غیر سیاسی قوت نے تیزی کے ساتھ پُر کرنا شروع کیا۔ یہ قوت پہلے 'تاجر جوائنٹ ایکشن کمیٹی' تھی، مگر جب عوام اس کی جانب مائل ہونے لگے تو پھر اس کا نام 'جوائنٹ ایکشن کمیٹی' رکھ دیا گیا۔ تب اس میں

تاجروں کے علاوہ سول سوسائٹی اور دوسرے طبقات بھی شامل ہونے لگے۔ صدارتی آرڈی ننس کا براہِ راست تاجر کمیونٹی سے تعلق نہیں۔ تاہم، پڑھے لکھے چند نوجوانوں سے خطرے کی گھنٹی بجا کر ہوشیار باش کر دیا۔ ممکن ہے ایسے افراد کو انڈین قرار دے دیا جائے۔ تاہم، یہ معاملہ آٹے اور بجلی سے بہت آگے نکل چکا ہے۔ اُوپر تلے ان دو احتجاجوں کی شدت، حدت، سنگینی، عوام کے موڈ اور مزاج کا خیال رکھنا چاہیے۔ ان احتجاجی تحریکوں میں اسلام آباد کے فیصلہ سازوں کے لیے غور و فکر کا بہت سامان ہے۔ عمومی تاثر یہ ہے کہ باجوہ 'ڈاکٹرائن' کے تحت اسلام آباد کے فیصلہ ساز آزاد کشمیر کا انتظامی تیاپانچا کرنے کی یقین دہانی کرا چکے ہیں۔ اس کی شکل وصورت کیا ہوگی؟

اس پر مختلف قیاس آرائیاں جاری ہیں، مگر اس کی سب سے بدترین شکل جو بیان کی جارہی ہے، وہ افواہ بھی ہوسکتی ہے یا پھر ذہن سازی کا افسوس ناک عمل بھی: آزاد کشمیر کو پنجاب اور خیبر پختونخوا کے درمیان تین حصوں میں بانٹ دیا جائے۔ اگر خدانخواستہ یہ غلطی کی گئی تو یہ ایک تباہ کن ردعمل کی بنیاد بن سکتی ہے۔ اس کی کئی وجوہ ہوں گی:

اوّل: یہ کہ گذشتہ ۷۷ برس میں آزاد کشمیر میں ایک قومی اور علاقائی وحدت اور کشمیری یا ریاستی شناخت کا احساس بہت گہرا ہو چکا ہے۔ اس احساس کو اُجاگر کرنے میں آزاد کشمیر کے موجودہ انتظامی ڈھانچے کا گہرا عمل دخل ہے، جس کے تحت آزاد کشمیر کے خطے کا اپنا آئین، اپنا پرچم، اپنا صدر، وزیراعظم اور سپریم کورٹ ہے۔ آزاد کشمیر کو متنازعہ رکھنے کی حکمت عملی نے یہاں کے عوام میں کشمیریت اور ریاستی ہونے کے جذبات کو نہ صرف زندہ رکھا ہے بلکہ یہ جذبات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مضبوط ہوتے جارہے ہیں۔

دوم: آزاد کشمیر کے لاکھوں لوگ بیرونی دنیا میں رہ رہے ہیں اور اس تعداد میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔ یہ کشمیری تارکین وطن نہ صرف زیادہ منظم بلکہ مضبوط ہو چکے ہیں۔ ان میں ارکان پارلیمنٹ، بلدیاتی اداروں کے منتخب سربراہ اور کونسلر بھی ہیں اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں سرگرم افراد بھی۔ یہ لوگ باشعور بھی ہیں اور بااثر بھی۔ ان میں آزاد کشمیر کا قوم پرست عنصر بھی شامل ہے اور عام لوگ بھی۔ آزاد کشمیر کے انتظامی مستقبل کے حوالے سے کسی غیر حکیمانہ فیصلے کے خلاف اس حلقے کی قوت میں اضافے کا باعث بنے گا۔